مولانا یاسر احمد زیرک *

امام بخاریؒ کے تعلیمی نظریات سے قدیم وجدید ماہرین تعلیم کا اتفاق

(آخری حصہ)

متعلم کی ذمہ داریاں: تعلیم کا حصول انسان کی ذہنی صلاحیتوں کو جلا بخشتا ہے، اس کے اندر مختلف فطری صلاحیتوں کو نشو ونما دیتا ہے۔ تعلیم انسان کو معاشرتی زندگی بسر کرنے کا سلیقہ، طریقہ، انسانی ہمدردی، انسیت، تہذیب وتمدن اور معاشرتی وثقافتی اقدار سکھاتی ہے۔ یہی اقدار اس کے اخلاق وکردار کا معیار بن جاتی ہیں۔ ان حقائق کو مدِّ نظر رکھتے ہوئے ایک متعلم کو مندرجہ ذیل امور کا بدرجۂ اتم خیال رکھنا ضروری ہے۔

(۱) معلم جب کسی بات میں مشغول ہو تو اس کی فراغت کا انتظار کرنا چاہیے۔ دورانِ گفتگو سوال کرنا مناسب نہیں، جیسے کہ روایت میں آتا ہے کہ نبی کریم ﷺ مشرکین کے چند آدمیوں سے بات کرنے میں معروف تھے کہ ایک اعرابی صحابیؓ نے قیامت کے وقوع کے متعلق سوال کیا۔ آپ ﷺ نے اپنی فراغت تک جواب کو مؤخر فرمایا۔ جس سے اس طرف اشارہ ملتا ہے کہ معلم جب فارغ ہو، تب سوال کیا جائے۔

(۲) اگر متعلم کو استاد کی بات سمجھ میں نہ آئے تو دوبارہ پوچھنا مستحب ہے۔ اس بات کی طرف اشارہ امام بخاریؒ کی پیش کردہ حدیث سے ہوتا ہے کہ نبی ﷺ سے سائل نے قیامت کے وقوع کے متعلق سوال کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا ﴿اذا ضیعت الامانة﴾ تو صحابیؓ نے پوچھا ﴿کیف اضاعتها؟﴾ کہ امانت کا ضائع کرنا کیسے ہوتا ہے؟ اسی طرح پورے درس کا اعادہ بھی کر سکتا ہے جس کی طرف ﴿باب من اعاد الحدیث ثلثاً لیفهم﴾ سے اشارہ ہوتا ہے۔

(۳) متعلم کے لیے طلب علم میں حیا کرنا مناسب نہیں، ورنہ محروم رہ جائے گا۔ ﴿باب الحیاء فی العلم﴾ سے اسی طرف اشارہ ہے۔

(۴) اگر کسی مسئلے کے پوچھنے میں حیا مانع ہو تو بالواسطہ پوچھ سکتا ہے تاہم فضول باتوں کے پوچھنے سے گریز

* yasirahmad777@gmall.com

کرنا چاہیے۔﴿باب من استحی فأمر غیرہ بالسوال﴾ سے اسی بات کی طرف اشارہ کرنا مقصود ہے۔

(۵) متعلم کا اپنے استاد کے سامنے بیٹھنے کا انداز نہایت ہی مودبانہ ہونا چاہیے۔ ﴿باب من برک علی رکبتیہ عند الامام والمحدث﴾ سے یہی بات مقصود ہے۔

(۶) کم سنی میں کسی کو طالب علم نہیں بننا چاہیے بلکہ تعلیم وتعلم کے لیے کم از کم پانچ سال کا بچہ بٹھانا مناسب ہے تاکہ اچھے طریقے سے بول اور سمجھ سکے۔ ﴿باب متیٰ یصح سماع الصغیر﴾ سے یہی بتانا مقصود ہے۔ یہی وہ اصل ہے جس پر آج بھی عمل ہو رہا ہے کہ جب بچہ پانچ سال کا ہو جاتا ہے تو اس کے والدین اسے اسکول یا مدرسہ میں داخل کرا دیتے ہیں۔

(۷) اگر اپنے علاقے میں حصولِ علم دشوار ہو تو دوسرے علاقوں میں موجود اہلِ علم کی طرف رجوع کر سکتا ہے۔ ﴿باب ما ذکر فی ذھاب موسیٰ فی البحر الی الخضر﴾ سے یہی مقصود ہے۔

(۸) علم کے کسی بات کو نقل کرنے میں احتیاط کرنا چاہیے تاکہ کوئی غلط بات کسی تک نہ پہنچائے، یعنی علمی میدان میں درست حقائق پیش کرو جس کا تعلق مشاہدہ کے ساتھ ہو یا پھر وہ بات یقینی ہو۔ ﴿باب اثم من کذب علی النبی ﷺ﴾ سے یہی بتلانا مقصود ہے۔

(۹) متعلم کو چاہیے کہ ہر کسی سے علم حاصل کرے، یعنی یہ نہ دیکھے کہ معلم خواہ مخواہ علم کے اعلیٰ رتبے پر فائز ہو۔ ﴿باب قول النبی ﷺ رُبَّ مبلغ اوعی من سامع﴾ سے اسی طرف اشارہ ہے۔

(۱۰) حصولِ علم کیلئے صرف مشقت اور جدوجہد کرنا کافی نہیں، بلکہ اس کے ساتھ ساتھ توفیق من جانب اللہ بھی ضروری ہے۔ جسکی صورت یہ ہے کہ محنت ومشقت کے ساتھ خود دعا کرنا اور بزرگوں سے دعا کرانا بھی مفید اور نافع علم کے حصول کے وسائل ہیں۔ ﴿باب قول النبی ﷺ اللھم علمہ الکتاب﴾ سے یہی بتلانا مقصود ہے۔

(۱۱) اگر کوئی آدمی دنیاوی معاملات میں معروف ہو اور تحصیلِ علم کیلئے وقت نہیں مل رہا ہو تو کسی اور کاروباری آدمی کو ساتھ ملا لے اور تحصیلِ علم کے لیے دونوں آپس میں باری مقرر کرلیں۔ ﴿باب التناوب فی العلم﴾ سے امام بخاریؒ اسی طرف اشارہ کرتے ہیں۔

(۱۲) متعلم علم کی بات دوسروں تک پہنچائے۔ ﴿باب یبلغ العلم الشاھد الغائب﴾ میں اسی کا بیان ہے۔

(۱۳) رات کے وقت علمی مشاغل میں معروف رہ سکتا ہے۔ کسی کو یہ وہم نہ ہو کہ عشاء کے بعد قصہ گوئی حدیث کی رُو سے ممنوع ہے تو علمی مشاغل بھی ممنوع ہے۔ ﴿باب السمر بالعلم﴾ سے اسی طرف اشارہ ہے۔

(۱۴) طلبہ کلاس میں خاموشی کے ساتھ استاد کا درس سنیں۔ اگر خاموش نہ ہوں تو دوسرے اسے خاموش کرائیں۔ ﴿باب الانصات للعلماء﴾ سے اسی طرف اشارہ ہے۔

الغرض اسلامی تاریخ کی سنہری صدیوں میں مذہب نے ہمیشہ آزادی، تجسس اور تحقیق کی حمایت کی اور علم وفضیلت کی قدردانی کی۔ طلبہ اپنے اساتذہ کے ساتھ آزادانہ بحث وتمحیص کر سکتے تھے۔ آزادانہ تحقیق وعلمی جستجو کے دروازے کتب خانوں اور خلفاء وسلاطین کے درباروں میں بھی کھلے تھے۔

تعلیمِ نسواں اور امام بخاریؒ: حصول علم چونکہ مرد وعورت کا یکساں حق ہے لہٰذا عورت کو اپنے شوہر، بھائی، باپ یا کسی اور معلم سے پردہ کی رعایت رکھتے ہوئے علم حاصل کرنا چاہیے۔ اسی طرح باندی کو اپنے آقا سے علم حاصل کرنا چاہیے۔ ﴿باب تعلیم الرجل امته واھله﴾ سے یہی بتلانا مقصود ہے۔ عورت کے لیے ایسے تعلیمی ماحول کی ضرورت ہے جس میں اس کی عزت کا سودا نہ ہو۔ اسی طرح اس کی نظریئے کا لحاظ ہو۔

امام بخاریؒ کے ہاں مخلوط تعلیم (Co-education) کا تصور نہیں ہے۔ ۹ سال کے بعد مخلوط تعلیم کو جاری رکھنا درست نہیں۔ چونکہ بعض اوقات حیا کی وجہ سے عورتوں کو تعلیم دینے کا انداز علیحدہ ہوتا ہے اور انھیں پڑھانے میں احتیاط کی ضرورت ہوتی ہے لہٰذا انھیں الگ تعلیم دینا چاہیے۔ ﴿باب ھل یجعل للنساء یوماً علیحدة فی العلم﴾ میں اسی کا بیان ہے۔

طرقِ تدریس: اس ضمن میں اربابِ بست وکشاد، فلاسفہ اور اہلِ قلم حضرات کی ثمر بار کاوشیں قابلِ ستائش رہی ہیں جنھوں نے معاشرتی حقائق اور طالب علمانہ زندگی کے مختلف النوع مسائل پر اپنی توجہ مبذول کرتے ہوئے ان کا گہرا مطالعہ اور نہ صرف تجزیہ کیا بلکہ اُن کے متعلق عمومی اصول ونظریات بھی پیش کیے۔ امام بخاریؒ انہی چند میں سے ایک ہے۔ طرقِ تدریس کے حوالے سے اپنی معرکۃ الآراء کتاب میں مندرجہ ذیل طریقے عرض کر رہے ہیں۔

(۱) السماع: اس طریقے میں استاد لیکچر دیتا ہے اور طالب علم سنتے ہیں۔ اس میں بنیادی کردار استاد کا ہوتا ہے۔

(۲) قراءۃ علی الشیخ: اس کو ''عرض'' بھی کہتے ہیں۔ اس طریقے میں بنیادی کام شاگرد کا ہوتا ہے یعنی طلبہ پڑھتے رہیں گے جب کہ استاد سنتا رہے گا اور ساتھ ساتھ ان کی غلطیوں کی اصلاح کرتا رہے گا۔ امام مالکؒ نے مؤطا میں یہی طریقۂ تدریس اختیار فرمایا تھا۔ آپؒ کے شاگردوں میں سے صرف امام محمد بن حسن الشیبانیؒ کو یہ شرف حاصل ہے کہ خود امام مالکؒ نے انھیں مؤطا پڑھائی۔

یہ طریقۂ تدریس آج کے علمی حلقوں میں بہت مقبول ہے۔ اس میں زیادہ تر ذمہ داری چونکہ طالب علم پر ہوتی ہے۔ اسی وجہ سے اسے سبق سمجھنے میں آسانی ہوتی ہے۔

(۳) تیسرا طریقہ سوال وجواب کا ہے، کہ طلبہ اور استاد آپس میں بیٹھے رہیں، ہر کوئی سوال کرتا رہے اور استاد جواب دیتا رہے۔ (۴) استاد طلبہ سے املا کرائیں، یعنی استاد ایسے انداز سے پڑھائے کہ طلبہ ساتھ ساتھ لکھتے رہیں۔ (۵) متعلم کی نفسیات کو مدِّ نظر رکھتے ہوئے کوئی بھی مناسب طریقۂ تدریس اپنانا چاہیے۔ جس سے طلبہ کی

تعلیم وتربیت اس نہج پر ہو کہ ان کے اندر عملی قوتوں کو فروغ ملے، ان میں خود اعتمادی، استقلال، محنت، جرأت اور حوصلہ پیدا ہو۔ طلبہ قوتِ فیصلہ کے حامل ہوں، ان میں کسی بھی منصوبہ پر غور وفکر اور تجزیہ کے بعد اسے عملی جامہ پہنانے کے بارے میں جلد فیصلہ کرنے کی اہلیت ہو، ان میں رواداری اور اجتماعی احساس کا شعور ہو۔ جدید تدریسی طریقوں میں یہی مقبول ہے۔

نصابِ تعلیم اور امام بخاریؒ: امام بخاریؒ کتاب العلم کے اندر چند بابوں کے ذکر کرنے سے نصابِ تعلیم کی طرف اشارہ فرما رہے ہیں۔ چنانچہ فرماتے ہیں کہ نصاب میں طلبہ کی ضروریات، معاشرہ، قوتِ برداشت، استعداد اور دیگر ساری باتوں کو مدّ نظر رکھنا چاہیے۔ یہ ضروری نہیں کی جو علم استاد کو ہے، وہ سارے کا سارا طالب علم کو سکھائے۔ ﴿باب من ترك بعض الاختيار﴾ اور ﴿باب من خص قوماً دون قوم كراهية ان لا يفهموا﴾ میں یہی تذکرہ ہے۔ اسلامی درسگاہوں کے نصاب میں قرآنِ حکیم اور احادیثِ نبوی ﷺ کو اولیت کا درجہ حاصل ہے۔ انھی کی تعلیم سے اسلامی تعلیمات کا آغاز ہوا۔ رفتہ رفتہ زندگی کے تقاضے بڑھتے گئے اور نصاب میں اضافے ہوتے گئے۔ قرونِ وسطی کے آخر تک مسلمانوں نے کئی نئے علوم وفنون ایجاد وتخلیق کیے اور ان میں بیشتر کو نصاب میں جگہ دے دی۔ چنانچہ چودھویں صدی عیسوی میں علامہ ابن خلدونؒ نے علوم کا جائزہ لیتے ہوئے کم وبیش چار درجن علوم شمار کیے جن کی تعلیم کسی نہ کسی درجے میں دی جاتی تھی۔ اس فہرست میں مندرجہ ذیل علوم قابلِ ذکر ہیں۔

ریاضی، سائنس (بشمول فزکس، کیمسٹری اور فلکیات) طب اور اس کی مختلف اصناف بشمول منطق اور الٰہیات، ادب اور اس کی مختلف اصناف، معاشرتی علوم اور اس کی مختلف شاخیں، فقہ، قانون، عمرانیات، نفسیات، دینیات (بشمول تقابلِ مذاہب اور تاریخ المذاہب) اور بعض پیشوں کی اعلیٰ تعلیم مثلاً طب اور قانون۔ تاہم دورِ جدید کے ماہرین امام بخاریؒ کے اس نکتے پر متفق ہیں، جس کی طرف ﴿باب من خص بالعلم﴾ سے اشارہ کیا کہ نصاب میں طلبہ کے عقول اور نفسیات کا خیال رکھو۔ ﴿كلموا الناس قدر عقولهم﴾ کے مصداق انھیں تعلیم دلائی جائے۔ وقت اور ضرورت کے مطابق نصاب میں اضافے اور ترامیم کی گنجائش ہے۔

تعلیمی ماحول: تعلیم کے لوازمات ایک تکونی شکل میں ہے جس کے تین زاویے ہیں، استاد، طالب علم اور سرپرست۔ تعلیمی ماحول کو برقرار رکھنے کے لیے ان تینوں کو سامنے رکھنا ہوگا۔ بہر حال تعلیم کے لیے ایک پُرسکون اور مخصوص جگہ مقرر ہونی چاہیے۔ ﴿باب الانصات للعلماء﴾ میں اسی طرف اشارہ ہے، یعنی جہاں تعلیم وتعلم کے علاوہ دوسری سرگرمیاں نہ ہوں، جس طرح عام طور پر دینی مدارس ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ اگر مسجد کو تعلیم کے لیے مقرر کیا جائے تو یہ بھی بہتر ہے تاہم اس کا تقدس پامال نہ ہو۔ اسی طرح کلاس اور درس گاہ کی ترتیب ایسی ہونی

چاہیے کہ سارے طلبہ استاد کے نظروں کی سامنے ہوں تا کہ ان کی توجہ ہمہ تن درس کی طرف ہو۔

ایک تعلیمی ادارے میں طلبہ کے لیے کھیل کود اور ورزش وغیرہ کا انتظام ہونا چاہیے تا کہ فارغ اوقات میں طلبہ کھیل کود اورورزش میں مصروف رہیں۔ ﴿باب الحرص علی الحدیث﴾ سے اسی طرف اشارہ مقصود ہے کہ طلبہ کا ماحول جاذب ہونا چاہیے تا کہ علمی ذوق کی آبیاری ہو۔خصوصاً چھوٹے بچوں کی صلاحیتوں کو اجاگر کرنے کے لیے انھیں مناسب کھیل کود کا انتظام نہایت ضروری ہے کیونکہ اس سے ان کی صحت درست رہے گی۔ اگر صحت درست نہ ہو تو قوتِ عمل پیدا ہوگی اور نہ ہی قوتِ فیصلہ۔بچوں کو ایسا ماحول دیا جائے کہ ان میں بات کرنے کی جرأت پیدا ہو اور اسی کی طرف ﴿باب الحیاء فی العلم﴾ سے امام بخاریؒ اشارہ فرما رہے ہیں۔اسی طرح انھیں مسابقہ کا میدان میسر کیا جائے تا کہ ایک دوسرے سے سبقت کی غرض سے علمی قوت بڑھتی رہے۔ ﴿باب الاغتباط فی العلم والحکمۃ﴾ میں یہی بیان ہے۔

مختصراً یہ کہ اُن کے لیے ایک ایسا ماحول میسر ہو جس سے وہ تنگ نظر اور متعصب نہ بنیں، وہ اپنی خدمات کسی خاص طبقہ تک محدود نہ رکھیں بلکہ ان کی خدمات بلا رنگ ونسل اور مذہب وملت جاری رہیں۔ اس اجتماعی احساس کے نتیجے میں ان کے اندر ہمدردی، فراخ دلی، وسعت نظری اور عالمی اخوت جیسے اوصاف پیدا ہوں گے جب کہ ان اوصاف کا مالک شخص معاشرہ کے لیے نہایت مفید ثابت ہوسکتا ہے اور یہی تعلیم کا بنیادی مقصد ہے۔

اہلِ مدارس کیلئے لمحۂ فکریہ: تمام دینی مدارس کے مہتممین حضرات کے لیے امام بخاریؒ کی نظریۂ تعلیم میں ایک اہم سبق ہے۔انھیں چاہیے کہ ''کتاب العلم'' کے پیشِ نظر اپنے مدرسہ اور انتظامیہ کو پرکھنے کی کوشش کریں تو یقیناً انھیں اپنی خامیوں کا اندازہ ہو جائے گا۔خصوصاً ''وفاق المدارس العربیہ پاکستان'' کی نظم واہتمام کو اس کے ساتھ پرکھنا وقت کی ایک اہم ضرورت ہے۔امام بخاریؒ کی کتاب العلم کے نصاب، تعلیمی ماحول اور طرقِ تدریس جیسے اہم مباحث اہلِ علم کو اپنے نظریۂ تعلیم کی دعوتِ فکر دے رہیں ہیں۔اگر مذکورہ امور پر غور کر کے تعلیمی و تربیتی میدان میں فکر اور اصلاح کی کوشش کی گئی تو ان شاء اللہ تعلیم وتربیت کے مختلف اداروں میں بہترین نتائج سامنے آئیں گے۔

گھر بیٹھے علم دین سیکھنے کا جامع پروگرام

☆ اوپن یونیورسٹی سے آسان طریقہ ☆ نہ کسی مدرسہ میں داخلہ نہ مروجہ امتحانات ☆ ہر عمر کے مرد وخواتین کیلئے

☆ پورے ملک کے تمام علاقوں کیلئے

تبلیغ اسلام سرٹیفیکیٹ کورس ۔ ڈپلومہ: فاضل علوم اسلامی

اسناد فضیلت: المدارس القرآن' الاستاذ' رئیس الاساتذہ

دعوت فاؤنڈیشن پاکستان: مکان نمبر: STI,1 کالونی پلاٹ نمبر 7 سیکٹر H-9 اسلام آباد۔

فون- 051-4444266 موبائل : 0323-5131416 ای میل anfides@gmail.com